آپ کی ذاتِ گرامی دل اور دماغ کی حیثیت رکھتی تھی۔ ان تنظیموں کو قائم رکھنے پروان چڑھانے اور ان کو زیادہ سے زیادہ مؤثر و مفید بنانے میں آپ کی بزرگ ومحترم شخصیت کی کلیدی حیثیت تھی۔ دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے اہم اور مؤثر ممبر تھے۔ کئی بار سنٹرل حج کمیٹی کے چیرمین رہے۔ سنٹرل وقف کونسل اور وقف بورڈ اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے کورٹ کے ممبر رہے۔

ندوۃ المصنفین دہلی جیسے ٹھوس علمی ادارہ کو قائم کر کے آپ نے ملّت اسلامیہ عالم، دنیائے علم وادب اور دین ومذہب کی ناقابلِ فراموش خدمات انجام دیں۔ اہل فکر ونظر تسلیم کرتے ہیں کہ سخت اور دشوار کن حالات میں حضرت مفتی صاحب نے ایسا علمی کارنامہ سرانجام دیا ہے جس کا مقام تاریخ علم وادب میں بہت بلند ہے۔ کئی لاکھ صفحات پر مشتمل ٹھوس علمی وتحقیقی لٹریچر اس ادارہ سے شائع ہوا ہے جس کی قدر وقیمت اربابِ فکر ودانش اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ اخلاق و شرافت شائستگی وتہذیب، بلند حوصلگی وسعت قلب وفکر عفو ودرگذر وضعداری وپاسداری کی ایسی پاکیزہ خصوصیات آپ میں پائی جاتی تھیں جن کی وجہ سے آپ نہ صرف مسلمانوں کے تمام طبقوں بلکہ ملک وبیرونِ ملک کے دوسرے لوگوں میں بھی نہایت عزت واحترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ آپ صحیح معنوں میں انسانی ہمدردی اور خدمت خلق کا بہترین مجسمہ اور نکھرا ہوا نمونہ تھے۔ نہ جانے کتنے نوجوان ہیں جنھوں نے حضرت مفتی صاحب کی فکری رہنمائی کی روشنی میں اپنی زندگی کی راہوں کو روشن کیا ہے اور نہ جانے کتنے لوگوں کا مستقبل آپ کی اور آپ کی امداد و تعاون کی بدولت روشن ہوا ہے۔

تحریر وتقریر کے میدان کے کامیاب شہسوار تھے۔ زبان وقلم میں بلا کی شگفتگی ودلآویزی تھی۔ آپ کی تقریروں میں علم وروحانیت، فکر وبصیرت اور

تحقیق وکاوش کے جوہروں کے ساتھ ساتھ ادب کی چاشنی اور اسلوب کی دلآویزیاں چمکتی دمکتی نظر آتی ہیں۔ کئی اہم کانفرنسوں کی صدارت فرماتے ہوئے آپ نے جو خطبہ ہائے صدارت پیش کئے ہیں وہ بھی آپ کی ملّی ہمدردیوں، فکر وشعور کی پختگی، علم ودانش کی روشنی اور بلند پایہ تجربوں کا گراں قیمت اور قابل استفادہ نچوڑ معلوم معلوم ہوتے ہیں۔ آل انڈیا ریڈیو سے دینی ومذہبی موضوعات پر آپ کی تقریریں کتابی شکل میں چھپ چکی ہیں۔ جو اہلِ علم کی نظر میں ہر اعتبار سے اہم اور منفرد قرار قرار پائی ہیں۔

مختصر یہ کہ حضرت مفتی صاحب کی ذات گرامی قدیم روایات صالحہ کی قیمتی یادگار تھی۔ عالمانہ تہذیب وشائستگی کی ایک ایسی فلک بوس عمارت آپ کے انتقال سے زمین پر آرہی جو بڑی دلکش بڑی بلند پایہ اور قابل حفاظت تھی۔ آپ نے بیرونی ملکوں کے کئی سفر کیے اور اہم ترین کانفرنسوں میں اپنی بصیرت افروز رہنمائی کا مظاہرہ کیا۔

انڈونیشیا۔ روس۔ پاکستان اور سعودی عربیہ وغیرہ کئی ملکوں کا دورہ کیا اور ہر جگہ ہر عنوان اور ہر میدان میں اپنی بہترین صلاحیتوں۔ جذبات اخلاص اور بلند پایہ علمی مقام اور بے مثال تجربوں کی روشنی سے منور فرمایا۔ آپ کی تقریریں جو آپ نے آل انڈیا ریڈیو سے مختلف مذہبی و دینی موضوعات پر نشر کیں کتابی شکل میں "منارِ صدا" کے نام سے چھپ چکی ہیں۔

حضرت مفتی صاحب شیخ الہند مولانا محمود الحسن، مفتی اعظم مولانا مفتی عزیز الرحمٰن علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور علامہ انور شاہ کشمیریؒ جیسے آسمانِ علم کے آفتاب و ماہتاب ہستیوں کے نقوش تاباں کی ایک آخری یادگار اور قیمتی کڑی تھے اور شرافت و وضعداری، فکر وفہم۔ اعتدال ومیانہ روی۔ حق شناسی اور علوم حقائق کے بحر بیکراں

کی تنا وری میں اپنی مثال آپ تھے۔ تحریر ادب عالیہ کا ایک نمونہ تقریر ترتیب فکری و علمی کا شاہکار۔

اللہ تعالیٰ آپ کی بال بال مغفرت فرمائے اور آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

آپ کے انتقال سے نہ صرف آپ کے صاحبزادگان، صاحبزادی اور دیگر اہل خاندان یتیم ہو گئے بلکہ ہندوستانی مسلمانوں کی سیاسی، علمی، سماجی اور دینی صفوں میں سناٹا چھا گیا ہے اور لاکھوں دلوں میں غم و الم کی درد انگیز کیفیت پیدا ہو گئی ہے۔

آپ نے کبھی گورنمنٹ کا کوئی عہدہ و منصب قبول نہیں کیا مگر پھر بھی حکومت کے اعلیٰ ارکان، وزیر اعظم اور دیگر وزراء نے آپ کی جدائی کو شدت سے محسوس کیا۔ اور نا قابلِ تلافی نقصان قرار دیا۔

COPY OF A CONDOLENCE MESSAGE FROM BEGUM SHIEKH MOHD ABDULLAH FROM SRINAGAR (KASHMIR)

...

DEEPLY GRIEVED AT THE SAD DEMISE OF MUFTI ATIQULRAHMAN GREAT FREEDOM FIGHTER AND NATIONALIST MUSLIM LEADER (.) WELL WISHER OF KASHMIR (.) IN HIM WE HAVE LOST A GREAT SYMPATHISER (.) CONVEY HEARTFELT CONDOLENCES TO ALL MEMBERS OF BEREAVED FAMILY ON MY BEHALF AND ON BEHALF OF MY FAMILY

...

میرے ابّاجان

مولانا فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی
مفتی دارالافتاء، مالیرکوٹلہ، پنجاب

میرے دادا مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ کے دو لڑکوں میں بڑے صاحبزادے مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ تھے اور میرے والد قاری جلیل الرحمٰن صاحب ان سے کافی چھوٹے ہیں۔ مفتی عتیق الرحمٰن صاحب کو ہم سب بہن بھائی اباجان کہتے تھے اور والد صاحب کو ابامیاں کہتے ہیں۔

میں نے اپنے دادا صاحب کی زیارت نہیں کی، ان کا انتقال میری پیدائش سے بھی پہلے ہو چکا تھا مگر ان کے بارے میں اتنا کچھ اپنے خاندان کے بزرگوں سے سنا ہے کہ ان کی ایک زندہ تصویر میرے ذہن میں موجود رہتی ہے۔ ذکاوت ذہانت، فراست، علم اور اس کے ساتھ انکساری، تواضع، تقویٰ اور پرہیزگاری، سادگی، خشیت اور خدمت خلق کا مجسمہ۔

اباجان مرحوم میرے دادا کے اوصافِ حسنہ کا گویا عکس جمیل تھے۔ ان میں کبھی اپنے دادا کے علم کی گہرائی دیکھتا تھا اور کبھی ان کے اخلاق کا ایک زندہ پیکر اباجان کی صورت میں نظر آتا تھا۔